تحقیق حاضر و ناظر

یعنی

# دِلوں کا چین

تصنیف

فیض ملت علامہ ابوالصالح حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ بہاولپور

# تنشیط الخواطر
فی
# تحقیق الحاضر والناظر
عرف
# دلوں کا چین

تصنیف

حضرت مولانا الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ،

باھتمام صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی

مکتبہ اویسیہ رضویہ۔ سیرانی روڈ۔ بہاولپور

# عقائد درباره حاضر و ناظر

دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین، احراری، تبلیغی، غلام خانی، مودودی پنجیری اور پرویزی سب کے سب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات مبارکہ اور فضائل عامہ بالخصوص حاضر و ناظر کے نہ صرف منکر بلکہ اسکے قائل کو کافر، بدعتی، مشرک، بے دین بریلوی وغیرہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ انکے اقوال انکی مذہبی کتابوں میں عام ملتے ہیں۔ مزید تبصرہ باحوالہ جات کی اگرچہ ضرورت نہیں لیکن نمونہ کے طور چند ایک ملاحظہ ہوں۔

۱۔ دیوبندیوں کے شیخ القرآن غلام اللہ خان اپنی کتاب جواہر القرآن ص۲ پر لکھتا ہے۔ اشعار

اگر حاضر ہوتے بہ ہر جا نبی
تو کشف و وحی کی نہ کچھ غرض تھی
نبی کو جو حاضر و ناظر کہے
بلا شک شرع اس کو کافر کہے

یہ عبارت ایک دیوبندی سرفراز گکھڑوی نے

علیہ وآلہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان ہے۔

سبحان اللہ! کیا ہی پیارا نام ہے کہ جس سے موضوع مسئلہ خود بخود سامنے آجاتا ہے یعنی اہل اسلام واہل ایمان میں معرفت پیدا کرنا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ اور ہر آن حاضر و ناظر ہیں۔ فقیر اسی رسالہ کے اقتباسات اسی کتاب کے آخر میں پیش کریگا اور یہ رسالہ "جواہر البحار علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جلد دوم کے ص۱۱۱ میں موجود ہے۔ اہل علم و عربی دان حضرات خود مطالعہ کر کے "اختلاف دیوبندی و بریلوی" کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جگہ اور ہر آن حاضر و ناظر ہونے کا ہے لیکن یار لوگ اسے کفر و شرک اور بدعت اور نامعلوم کیا کیا کہتے ہیں اور وہ بھی صرف فضائل و مناقب لکھتے ہوئے اختصار کر گئے۔ اگر انکے زمانہ میں یہی "وہابی دیوبندی" ہوتے یا انکے زمانہ میں حاضر و ناظر کا کوئی منکر ہوتا تو جیسے قدریہ، جبریہ، مجسمہ، معتزلہ، کی تردیدیں لکھ کر انکا ستیاناس کیا اسی طرح انکا بھی بیڑا غرق کرتے لیکن ہماری بدقسمتی سے یہ منحوس فرقہ ہمارے دور میں پیدا ہو گیا۔ لیکن ہمارے دور کے علماء کرام بھی خاموش نہیں بیٹھے۔ جونہی دیوبندی وہابیہ نے حسب دستور کمالات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن میں حاضر و ناظر بھی ہے کا انکار کیا تو صرف اسی موضوع پر سینکڑوں کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ فقیر اویسی غفرلہ کی یہ کتاب "ان بحارِ ذخائر" سے ایک قطرہ سمجھئے۔

# حاضر و ناظر کا عقیدہ اور اُس کی توضیح

ہمارا عقیدہ اس مسئلہ میں وہی ہے جو ہمارے اسلاف کا ہے۔ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے ہر ہر ذرہ میں ہر وقت حاضر و ناظر ہیں جس کی تقریر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں فرمائی ہے۔

| | |
|---|---|
| احدها انه من باب تعدد الصور بالتمثيل والتشكل كما يقع للجان۔ | ۱۔ پہلا یہ کہ مثالی صورت مختلف شکلیں اختیار کر کے متعدد مقامات پر موجود ہونا جیسے جنات کے لیے ہوتا ہے۔ |

الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۵

(۲)

| | |
|---|---|
| والثانی انه من باب طی المسافة و زوی الارض من غیر تعدد فیراه الرائیان کل زمان وهی حقیقة واحدة لان الله طوی الارض و رفع الحجب المانعة من الاسطراق فظن انه فی مکان واحد و هذا احسن ما یحمل علیه حدیث | طی المسافۃ وطی الارض کے قبیل سے ہو کر ہر ایک دیکھنے والا اپنے مقام سے دیکھے حالانکہ وہ ایک جگہ پر ہو یا انیطور کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ کر درمیانی حجابات ہٹا دے۔ پھر لوگوں کو گمان ہو کہ مختلف مقامات ہیں حالانکہ وہ ایک مقام پر ہوتا ہے۔ اسی پر بہتر بن تقریر ہوگی۔ اس حدیث شریف کی۔ جب کہ شب |

| | |
|---|---|
| رفع بیت المقدس حین راه النبی صلی اللہ | معراج کے سفر کی واپسی پر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا۔ |
| والثالث انہٗ من باب عظمۃ جثۃ الولی بحیث ملاءِ الکون فشوھد فی کل مکان کما قدر بذالک شان ملک الموت ومنکرنکیر بحیث یقبض من مات فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ و یسئال من قبر فیھما فی الساعۃ الواحدۃ فان ذالک احسن الاجوبۃ فی الثلاثہ۔ | اصلی جثہ موٹاپن اختیار کرے یہاں تک کہ تمام عالم کو محیط ہو جائے۔ جیسے ملک الموت اور منکر نکیر کے متعلق علماء کرام تقریر کرتے ہیں کہ ملک الموت ایک ہی آن میں اہل مشرق و مغرب کی ارواح قبض کر لیتا ہے اور منکر نکیر ایک ہی وقت میں بے شمار اہل قبور سے سوال کرتے ہیں۔ یہ تقریر پچھلی دونوں تقریروں سے اعلیٰ ہے۔ |

(الحاوی للفتاویٰ ص۲۳۶ ج ۱)

**تنبیہ:** یہ تقریر علامہ موصوف نے ولی اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے کے لیے بیان فرمائی ہیں اور پھر اس پر بڑے مضبوط اور قوی دلائل فرمائے۔ چنانچہ اس موضوع کا ایک مستقل رسالہ تیار ہو گیا۔ جسکا نام "المنجلی فی تطور الولی" ہے لیکن افسوس کہ موجودہ دور کا دیوبندی، وہابی، مودودی، تبلیغی

مدعی اسلام ہو کر اپنے پیارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیسے مراتب ماننے والے پر کفر کی مشین چلا دیتا ہے حالانکہ ولی نبی سے بہت کم درجہ ہے۔ اور یہاں تو معاملہ نہ صرف ولی نبی کا ہے بلکہ امام الانبیاء والاولیاء حبیب اللہ عرش علیٰ کے دولہا، کونین کا آقا، ثقلین کا آقا ومولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں

## ازالہ وہم وھابیہ دیوبندیہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر ایک کے سامنے ہر جگہ موجود ہے اور چل پھر رہی ہے۔ بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے ہر جزو میں موجود ہوتی ہیں۔ اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری وساری ہے جس کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالتِ بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے آپکی زیارت کرتے رہتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہیں اپنی نظرِ عنایت سے محظوظ فرماتے ہیں۔

جیسا کہ بعض حکایات فقیر نے "حیوٰۃ الانبیاء" بیہقی کی شرح میں درج کیے ہیں اور یہ بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور نورِ نبوت سے سے بعید نہیں کہ آنِ واحد میں مشرق ومغرب، شمال اور جنوب، تحت وفوق، تمام جہات وامکنہ متعددہ لاتعداد ولاتحصی میں سرکار اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہِ کرم کی رحمت وبرکت سے سرفراز فرمائیں۔

**مناظرانہ گفتگو**

ہمارے ان اصولوں سے عدم واقفیت کی وجہ سے دیوبندی عوام کو قسم قسم کے خدشہ جات میں مبتلا کرتے ہیں. مثلاً عوام کو کہتے ہیں کہ اگر حضور حاضر و ناظر ہیں تو مدینہ خالی ہو گا۔ معراج کو گئے تو مکہ خالی تھا. غزوات پر گئے تو پیچھے مدینہ خالی تھا وغیرہ نیز کہا کرتے ہیں کہ اس حاضر و ناظر کے عقیدہ کی رُو سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہجرت کرنا اور نقل و حرکت کرنا باطل ٹھہرتا ہے اور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک، نیز معراج مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اسی طرح جنگ بدر، جنگ احد، خیبر، تبوک، حنین اور طائف وغیرہ کا سفر کرنا. نیز حج و عمرہ وغیرہ کا کرنا بلکہ گھر سے مسجد اور مسجد سے گھر تک اور مدینہ کی ایک گلی سے دوسری گلی تک اور ایک کوچہ سے دوسرے کوچہ تک آنا جانا بالکل باطل ٹھہرتا ہے. کیونکہ جب آپ حاضر و ناظر تھے تو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا کیا مطلب؟ اور جب آپ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے یکے بعد دیگرے سب آسمانوں کی ایک ہی رات میں بجسد عنصری اور بحالت بیداری سیر کرنے اور معراج کا کیا مطلب؟ اس خبیث و ناپاک عقیدے کے بموجب نہ تو آپ مہاجر ہو سکتے ہیں اور نہ صاحب معراج۔ (العیاذ باللہ)

غرضیکہ آپکے تمام سفر جو ہجرت، جہاد اور معراج وغیرہ کے لیے ہوئے تھے سب کا انکار لازم آتا ہے. کیونکہ جب آپ ہر ایک جگہ حاضر و ناظر تھے تو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی رہے پھر ہجرت کیسی رہی علیٰ ہذا القیاس، دوسری اشیاء کو بھی اسی پر قیاس کیجئے. اور اسی سے ان بناسپتی حنفیوں اور گندم نما جو فروش مجبوں کی عقیدت اور محبت کا تو اندازہ

کر لیجئے کہ ایک طرف قرآن کریم اور حدیث صحیح کا انکار کیا جاتا ہے اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت، جہاد اور حج وغیرہ کا انکار لازم آتا ہے۔

یہ تمام اعتراضات دیوبندیوں کے بڑے مصنف اور مایۂ ناز مؤلف گکھڑوی کے ہیں۔ جو اس نے بڑی عرق ریزی کرکے "آنکھوں کی ٹھنڈک" نامی کتاب لکھی اور اسکے ص ۲۱، ۲۲ پر یہ مدلل تقریر تحریر فرمائی اور اس کا ہم اہلسنت کو سبائی، حنفی اور گندم نما جو فروش" لکھنا قابل صد آفرین و تحسین ہے اسی سے ناظرین غور فرمائیں! کہ دیوبندی اپنے آپکو نہایت سنجیدہ طبقہ ظاہر کرتا ہے لیکن حقیقت سے آشنا حضرات کو معلوم ہے کہ یہ جتنا جب شاہ ہیں اتنا شدید ترین غلیظ اور گندی گالی دینے اور لکھنے کے استاد ہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ سبی دیوبندی یا شیعہ میں دیکھئے۔

**لطیفہ** جیسے سرفراز گکھڑوی یہ القابات ہمیں عنایت فرما رہا ہے۔ یہی القابات غلام خانی پارٹی عام دیوبندیوں کو عنایت فرماتی ہے۔ لیکن دیوبندی بچا نہ سکا اسے اُگل دیا۔ اور وہی کیچڑ ہم غریبوں پر ڈال دیا۔ تفصیل کے لیے مذکورہ بالا رسالہ دیکھئے

## بہتان تراشی کا نمونہ

ناظرین! ہمارے عقیدہ کی تقریریں مذکورہ بالا پڑھنے کے بعد اب مخالفین کا ہمارے خلاف بہتان تراشی کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے کہ "فریق مخالف کی اس چال گورکھ دھندے کے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں کہ کسی کو تو کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہر وقت اور ہر ایک کے لیے حاضر و ناظر ہیں اور کبھی کسی وقت حاضرین جلسہ سے کھڑا ہونے کا حکم فرمایا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ باادب کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی کو کہہ دیتے ہیں کہ مجالس مولود میں آپ حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور کسی سے کہہ دیتے ہیں کہ جس آدمی کا تعلق اور رابطہ آپ سے قوی ہوتا ہے اس کے لیے آپ حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور کسی کو لطائف اور امثال کے شطحی محاورات میں الجھا دیا جاتا ہے اور کبھی کسی کو طے الارض کی مستند یا غیر مستند کرامات سے مغالطہ دیا جاتا ہے۔ اور ان جزوی اور شخصی واقعات سے قاعدہ کلیہ بنا کر عامۃ المسلمین کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

**ہیرا پھیری** نہ صرف گکھڑوی اپنی کتاب ہذا میں چکر بازی اور ہیرا پھیری کر رہا ہے بلکہ تمام چھوٹے بڑے دیوبندی اصلی اور ڈالڈے اور وہابی اور چٹے اور گلابی، مودودی نیچری اور نجدی سب کے سب اسی طرح کا عوام سے کھیل کھیلتے ہیں انکی ان افترا بازیوں، دھوکہ سازیوں اور فریب کاریوں کا ہمارے ہاں صرف یہی جواب ہے کہ ہم کہیں "هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ"[1]۔ اور انہیں یہ بھی پڑھ کر سنا دیں کہ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ[2]۔ ورنہ ہم نے اپنا عقیدہ کتابوں میں لکھ دیا ہے۔ اگر کوئی جھوٹا افترا کر کے کسی کو جس طرح کہتا رہے تو وقتی طور پر تو کامیاب ہو گا۔ لیکن مرنے کے بعد اسکا حشر بہتانوں اور مفتریوں کیساتھ ہو گا۔

---

۱۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

۲۔ بیشک بہتان تراشی وہی کرتا ہے جو بے ایمان ہوتا ہے۔

**لطیفہ** ہم نے اپنا عقیدہ آئینے سے صاف شفاف طریق سے پیش کر دیا ہے اب دیوبندیوں سے کہا جائیگا کہ تم اپنا عقیدہ صاف اور واضح بتاؤ کہ کیا حاضر و ناظر حضور علیہ السلام کے کمالات کے منافی ہے؟ اگر منافی ہے تو کیوں؟ اور ماننے والا مشرک ہے یا کافر یا مومن؟ اگر مشرک ہے تو نصِ قطعی قرآن و حدیث سے ثابت کرو جس میں لکھا ہو کہ حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر ماننے والا کافر یا مشرک ہے۔ اگرچہ، چنانچہ، مگر اور لیکن کی گاڑی نہ چلانے دینا۔ بلکہ کسی کو کافر و مشرک کہنا عقیدہ ہے اور عقائد نصوص قطعیہ اور تصریحاتِ غیر ظنیہ سے ثابت ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان میں اخبار احادیث (عام احادیث اگرچہ صحاح ستہ بھی ہوں) ناقابلِ قبول ہیں۔

اگر وہ کہیں کہ حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر ماننے والا کافر و مشرک ہے تو فقیر کے درج کردہ حوالہ جات میں ہزاروں علماء، مشائخ، فقہاء مفسرین و محدثین کی فہرست پیش کر کے دستخط کرالیں کہ کیا وہ حضرات بھی تمہارے اس فتویٰ کی زد میں ہیں یا صرف غریب اہلسنت (بریلوی) پر غصہ و رنج ہے۔

اگر مجبور ہو کر کہیں کہ ہم حاضر و ناظر ماننے والوں کو (بآں معنیٰ کہ ہم نے عقیدہ کے بیان میں لکھا ہے) کو کافر نہیں کہتے اور بحمدہٖ تعالیٰ اصولی طور پر کہہ بھی نہیں سکتے تو پھر ان سے کہو کہ جھگڑا کیسا۔

الف) اگر کسی دوست نے فقیر کا طریقہ مذکورہ یاد رکھ کر موقعہ پر ہر مخالف کے ہر مسئلہ مذکورہ بالا شرائط لکھوائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑے سے بڑے مخالف کا عقل ٹھکانے لگ جائیگا۔ آزما کر دیکھئے۔

یہی دونوں تقریریں آسان اور عوام کے سمجھنے سمجھانے کے لیے سہل اور مناظرہ میں مخالف کو چنے چبوا دینے کا بہتر طریقہ ہے۔

اپنے عقیدہ کو مضبوطی اور دلائل قویہ سے واضح کرنے کے بعد مخالفین کے دو تہائی سے زائد دلائل مٹ کر خاک ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ)

آنکھوں کی ٹھنڈک دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب کے اکثر دلائل اسی عقیدہ کی ناسمجھی پر لکھے گئے ہیں اگر کوئی صاحب نظر کتاب مذکورہ کو بہ نظر انصاف دیکھے تو فقیر کے بتائے ہوئے عقیدہ سے کتاب مذکور کو دلوا ریر دے مارے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

## حاضر کا لغوی معنیٰ

لغت میں حاضر بمعنی کھلم کھلا اور بے پردہ آنکھوں کے سامنے آجانے والا کے استعمال میں ہوتا ہے۔ یہ صیغہ اسم فاعل مشتق از "الحضور" ہے جو غیبۃ کی نقیض ہے اہل عرب کہتے ہیں حضرت القاضی امرأۃ "المختار" یعنی قاضی کے سامنے عورت حاضر ہوئی اور صراح ص ۱۵۹ میں ہے کہ حضور حاضر شدن نقیض الغیبۃ، یعنی حضور بمعنی حاضر ہونا اور وہ نقیض غیبت کی ہے اور المنجد ص ۱۳۴ میں ہے کہ الحضر والحضوۃ خلاف الغیبۃ بمعنی حاضر ہونا غیبہ کی نقیض ہے علاوہ ازیں حاضر بمعنی پہلو اور نزدیکی صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ، چنانچہ المنجد ص ۱۳۴ "الحاضر" بمعنی الجنب "یعنی پہلو القرب" قریب ہونا "الفناء" صحن "مکان الحضور۔ حاضر ہونے کی جگہ "ذات الحاضر" فلاں خود بعینہ کھلم کھلا موجود ہے۔

اور حاضر بمعنی بڑا قبیلہ، شہروں اور بستیوں میں رہنے والا "اسی المنجد ۱۳۴ اور مجمع بحار الانوار" جو احادیث کی لغت کی نہایت معتبر اور

مستند کتاب ہے اسکے صفحہ ۲۷۵ میں موجود ہے الحاضر بمعنی بہت بڑا قبیلہ و ساکن الحضر خلاف البادی یعنی شہر کا باشی دیہاتی کی ضد بمعنی المقیم فی المدن والقری۔ وغیرہ اور لغت قرآن کی مشہور کتاب مفردات راغب مطبوعہ مصر صفحہ ۳۷۲ صفحہ ۳۷۳ میں ہے۔ الغیب مصدر غابت الشمس وغیرھا اذا استترت عن العین یقال غاب عنی کذا قال اللہ تعالیٰ ام کان من الغائبین واستعمل فی کل غائبۃ عن الحاسۃ۔" یعنی الغیب غابت الشمس کا مصدر ہے جب سورج وغیرہ آنکھ سے اوجھل ہو جائے۔ یعنی نگاہوں کے سامنے نہ رہے۔

تو محاورات عرب میں "غابت الشمس" کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے کہ ما لی لا اری الھدھد" یعنی کیا میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا۔ ام کان من الغائبین کیا وہ غائب ہے۔

**خلاصہ یہ کہ** جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اسکے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو۔ تو اب یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائیگا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

**ناظر کا لغوی معنی** ناظر، نظر سے مشتق ہے تقلیب البصر والبصیرۃ لادراک الشئ و رویتہ وتدبراہ بہ

التامل والفحص وقد یراد به المعرفة الحاصلة بعد الفحص وهو الرویة هکذا فی المفردات للامام الراغب۔ (ص ۵۱۷)

یعنی کسی چیز کو ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا۔ اسکے علاوہ نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں اس سے وہ معرفت اور رویت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

اسی طرح "مختار الصحاح ص ۲۹ میں ہے۔ النظر والنظرة ان بفتحتین تامل الشیئ بالعین۔ یعنی کسی شے میں غور و تامل کرنا اور "المنجد ص ۱۸۸ میں ہے کہ نظر وا نظراً و منظراً و منظرة ومنظارا و نظرانا العیرہ و تاملہ بعینہ نظر نظراً فی الامر تدبرہ و فکر فیہ یقدرہ و بقیہ الشیئ۔

ترجمہ: وہی ہے جو اوپر گزرا

اور کبھی آنکھ کے ڈھیلے کی سیاہی جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے کو ناظر کہا جاتا ہے اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے "صراح" میں ہے۔ نظر، نظر بفتحتین، نظران نگریستن در چیزے بتامل یقال نظرت الی الشیئ۔ بمعنی دیکھنا اور کسی چیز میں غور و تامل کرنا" جیسے اہل عرب کہتے ہیں۔ نظرت الی الشیئ۔ میں نے فلاں شئے غور و فکر سے دیکھی۔

**ازالۂ وہم**

اسی لغوی معنیٰ کی بنا پر اسکا اطلاق صرف اور صرف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ہو گا اللہ تعالیٰ کے لیے لغتہً اسکا استعمال ناجائز ہے البتہ بتاویل جائز ہے جیسا کہ شامی رحمہ

اللہ نے لکھا کہ۔

فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلٰثۃ الا ھو رابعھم والنّاظر بمعنی الرّؤیۃ الم یعلم بانّ اللہ یری فانّ المعنٰی یا عالم من رّٰی۔ (برازیہ)

کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بمعنی علم مشہور ہے۔ قرآن میں ہے کہ نہیں ہوتا تین کا مشورہ مگر رب چوتھا ہوتا ہے۔ اور ناظر بمعنی دیکھنا ہے۔ رب فرماتا ہے کیا نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے۔ پس اسکے معنیٰ یہ ہوئے کہ اسے عالم دیکھنے والے (لیس بکفر) کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ "حضور" علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم۔ کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ انکا چوتھا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں اسی طرح حاضر یا عالم کے معنیٰ میں ہو گیا اور نظر رؤیۃ کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور رویتہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے الم یعلم بانّ اللہ یرٰی۔ لہٰذا یا حاضر و یا ناظر یا عالم و یا من یریٰ کے معنیٰ میں ہوا۔ درمختار جلد اول باب کیفیت الصلوٰۃ میں ہے و یقصد بالفاظ التشھد الانشاء کانّہ یحیّی علی اللہ و یسلّم علٰی نبیّہ نفسہ التحیات کے لفظوں میں خود کہنے کی نیت کرے۔ گویا کہ نمازی رب کو تحیت اور خود نبی علیہ السلام کو سلام عرض

کررہا ہے۔ شامی میں اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاَخْبَارَ وَالْحِکَایَتَه عَمَّا وَقَعَ فِي الْمِعْرَاجِ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمِنَ الْمَلٰئِکَتِهٖ۔ یعنی التحیات میں معراج کے اس کلام کے نقصہ کی نیت نہ کرے۔ جو کہ حضور علیہ السلام اور رب تعالیٰ اور ملائکہ کے درمیان ہوا۔

فقہاء کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں ہے۔ تمام عالم پر نگاہ رکھنا۔ ہر جگہ آنا فانا سیر کرنا۔ ایک وقت میں چند جگہ پایا جانا۔ یہ وہ صفات ہیں جو ربّ نے اپنے بندوں کو عطاء فرمائی ہیں۔ ثابت ہوا کہ کسی بندے کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا شرک نہیں کیونکہ شرک کہتے ہیں۔ خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ماننا یہاں یہ نہیں۔ مزید تفصیل آئندہ اوراق میں پڑھیئے۔

**خلاصتہ البحث** چونکہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس فرض ہے اسی لیے ہر وہ لفظ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیس کے خلاف ہو اسکا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا اگر کوئی شخص بلا تاویل اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرے تو بعض فقہاء کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے اسی لیے فقہاء کرام نے اللہ پر لفظ حاضر و ناظر کا اطلاق بلا تاویل کفر کہا۔ جس دور میں اس لفظ کو کفر کا فتویٰ دیا گیا اس دور میں بلا تاویل اللہ کو حاضر و ناظر کہا جانے لگا اور ان الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر عام ہو گیا۔ علمائے امت اور فقہاء ملت نے ان کلمات کے اللہ تعالیٰ پر بلا تاویل بولنے کو ناجائز اور حرام بلکہ کفر تک قرار دے دیا۔ کیونکہ ان الفاظ کے حقیقی اور وضعی معنے میں جسم و جسمانیت

---

[1] مفردات راغب النظر تقلیب البصر والبصیرۃ لادراک الشی ورؤیتہ۔ یعنی نظر

اور حدوث وامکان پائے جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجوب اور اسکی تنزیہ و تقدیس پر حرف آتا ہے۔ اور شانِ الوہیت کو بٹہ لگتا ہے لہٰذا عموم بلویٰ کی بنا پر محتاط علمار فقہ نے حاظر و ناظر کے تاویلی معنیٰ کا اعتبار کر کے ان کلمات کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز قرار دید یا۔ اور کفِ لسان کے مختار و مرضی مسلک پر عمل کیا۔ چنانچہ درمختار میں ہے" یا حاضر و یا ناظر لیس بکفر" کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر اور یا ناظر کہنا کفر نہیں۔ اس پر علامہ سید محمد بن عابدین شامی اپنی مشہور کتاب ردالمحتار ص۲۳۵ ج ۳ پر رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہہ کر خطاب کرنا کفر نہیں۔ اس لیے کہ:۔

فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلاثة الا وھو رابعھم والنظر بمعنی الرویته الم یعلم بان اللہ یری فالمعنی یا عالم۔ (بزازیہ)

تحقیق لفظ حضور علم کے معنیٰ میں شائع ہے جیسا کہ آیتہ قرآنیہ سرگوشی کرنے والوں میں کوئی تین نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہے اور نظر بمعنی روئیت جیسا کہ قرآن میں ہے۔ کیا اس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ دیکھتا ہے پس یا حاضر و یا ناظر کے تاویلی معنیٰ اے عالم! اور اے دیکھنے والے! کے ہوئے

---

کے معنیٰ ہیں۔ کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے آنکھ اور بصیرت کو پھیرنا۔ مختار الصحاح ص۶۹۱ والنظر والنظران تامل الشئی بالعین یعنی نظر اور نظر انکے معنی میں آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا۔ اور یہی معنیٰ صراح ص۲۱۴ میں مرقوم ہیں۔ اویسی غفرلہ

(ف) یہ حقیقت ہے کہ حاضر و ناظر کا بلا تاویل اللہ تعالیٰ پر بولنا حرام و ناجائز بلکہ کفر ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسماء ہوں اور ان کے لیے کسی اور پر بولنے سے شرک لازم آئے۔ مگر کمالات انبیاء کے منکر ہیں کہ حاضر و ناظر کے کلمات کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کرنا کفر و شرک قرار دیئے جا رہے ہیں یہ لوگ قرآن و حدیث، اطلاقاتِ شریعت اور حقائق لغتِ عربیت سے کس قدر جاہل ہیں۔ یہ علم و عقل سے عاری اتنا نہیں جانتے کہ یہ ہر دو کلمات اپنے اصلی اور حقیقی معنیٰ کی رو سے ایسی ذات پر بولے جاتے ہیں جو جسم و جسمانیت رکھتی ہو اور لوازم حدوث و جسمانیت سے متصف ہو مگر موجودہ دور کے نام کے مدعیانِ توحید لصفدِ ہیں کہ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے اسماء مخصوصہ میں سے ہیں۔ یہ بے چارے اپنے امام اور اپنے دیگر اکابر کی بے جا حمایت اور تقلید میں کچھ ایسے حواس باختہ اور از خود رفتہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو العیاذ باللہ لوازم جسم اور عیوب امکان و حدوث سے متصف جانتے ہیں اور الٹا اہل حق کے عقائد صحیحہ پر لے دے کرتے اور ان پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

جیسے آج کل انکا یہ مشغلہ ہے کہ اہلسنت (بریلوی) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ اسے کافر کہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں "ملّا فی سبیل اللہ" فساد، بلکہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننے والے کو بدعتی کہتے ہیں چنانچہ انکے پیشوا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ اپنی کتاب ایضاح الحق مطبع فاروقی ۱۲۹۵ھ کے ص ۳۵، ۳۶ پر لکھتے ہیں۔

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت

مسلم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ و مقدس ہے چنانچہ
تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ صد ۴۵۵ شاہ عبدالحدیث محدث دہلوی لکھتے ہیں عقیدہ
سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ وامکان نیست وادرا جہتے از فوق و تحت متصور نیست
وہمیں است مذہب اہل سنت وجماعت اور فتاوی قاضی خان فخر المطابع
جلد ۴ صد ۴۳ میں ہے رجل قال خدا برآسمان می داند کہ من چیزے ندارم یکون
کفر الان اللہ تعالےٰ منزہ عن المکان یعنی کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جانتا ہے
کہ میرے پاس کچھ نہیں کافر ہو گیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بعینہ
یہی مضمون بحر الرائق جزو ۵ صد ۱۲۹ اور فتاوی عالمگیری جزو ۲ صد ۲۵۹ میں مرقوم
ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ اسکے علم کے لیے معمولی سی
کمی کرنا کفر ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صد ۲۵۸ میں ہے یکفر اذا وصف
اللہ تعالیٰ بمالا بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ
کی ایسی شان بیان کرے جو اسکے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص
بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے ایسے ہی بحر الرائق ج ۵ صد ۱۲۹ مطبوعہ
مصر میں ہے۔

## شاہد رسول

ہمارے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی
شاہد بھی ہے اور حضور رسول کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم
کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں شاہد رکھا ہے اور شاہد کے معنی کتاب
وسنت، اجماع امت اور تفاسیر سلف صالحین، لغات قرآن اور اقوال
علماء و محدثین سے ثابت کیے جا چکے ہیں کہ افراد عالم کے ذرہ ذرہ پر
حاضر و ناظر، رقیب و نگران اور اپنے غلاموں کو مصائب اور تکالیف سے
بچانے والے کے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے سابقہ اوراق میں سلیم الفطرت

اور پاکیزہ طبیعت حضرات کی تسلی کے لیے اچھا خاصا مواد جمع کر دیا گیا ہے مگر وہ دنی الطبع اور خبیث الفطرت افراد جنکے دلوں میں زیغ اور کجی ہے اور جنہیں کمالاتِ تاجدارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ضد اور انکے برسر منبر انکار کے ذکر میں مزا ملتا ہے وساوسِ شیطانی اور خطراتِ خناسیہ سے عجیب پادر ہوا نقض وارد کر کے بھولے بھالے عوام کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔

**قاعدہ تسمیہ** ویسے تو ہر مسمی پر اسم کا اثر ہوتا ہے لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر اسم مبارک کی تاثیرات واضح ہیں مثلاً آپ قاسم ہیں تو بایں معنی کہ جملہ امور کی تقسیم آپکے ہاتھ میں ہے آپ سمیع ہیں تو قرب وبعد کا سماع آپکے لیے یکساں ہے۔

آپ بصیر ہیں کہ آپکا دیکھنا قرب وبعد اور اندھیرے اور اجالے آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر (عرش علیٰ) نیچے (تحت الثری) کے لیے برابر تھا۔ آپ خبیر ہیں تو آپکا خبر دینا اولین کے حالات وآخرین کے واقعات کے لیے کسی قسم کی کمی نہیں اسکی وجہ ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنے ہر اسم وصفت کا مظہر اتم بنایا۔ چنانچہ امام شعرانی قدس سرہ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اذا مر علی حضرات | حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ |
| الاسماء الالٰهيه | علیہ وسلم جب شب معراج |
| صار متخلقا بصفاتها | اسمائے الٰہیہ کے بارگاہوں |
| فاذا مر علی الرحيم | سے گزرے تو ان اسماء |
| كان رحيما او حلی | کی صفات کے ساتھ متصف |

| | |
|---|---|
| الغفور کان غفورا | ہوتے گئے جب الرحیم پر |
| او وعلی الکریم | گزرے رحیم بن گئے اور |
| کان کریما او علی | الغفور سے گزرے تو غفور |
| او علی الحلیم کان | کریم سے گزرے تو کریم |
| حلیما او علی الشکور | حلیم سے گزرے تو حلیم اور |
| کان شکورا او علی | شکور سے گزرے تو شکور |
| الجواد کان جوادا | اور جواد سے گزرے تو جواد |
| اوکذا فما | ہو گئے اسی طرح دیگر اسمائے |
| یرجع من ذلک | الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے |
| الا وھو فی غایۃ | گئے اور وہ اسماء جن صفات |
| الکمال ( | سے متعلق ہیں ان صفات |
| الیواقیت و الجواھر | الٰہیہ سے متصف ہوتے گئے۔ |
| ص۳۶ ج ۲ | (باب المعراج) جب معراج سے |
| باب المعراج | تشریف لائے تو انتہائے |
| | کمال کے حال میں تھے۔ |

(ف) اس تقریر کے بعد سوچیئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات شاہد و شہید ہیں اور وہی صفات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں جس طریقہ سے شاہد و شہید اللہ تعالیٰ کو ماننا ہے اس طریق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف اور التخلق باخلاق کا معنیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔

**حضور حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم**

ہند و پاکستان کے خواص وعوام کے عرف میں حضور کا لفظ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اتنا غالب الاستعمال ہے کہ عام طبائع بلکہ خواص بھی اسکے غیر پر اطلاق کرنے سے جھجکتے ہیں اور تقریباً یہ اطلاق ہے بھی بدعت حسنہ جو اہلسنت کے قواعد واصول میں جائز ہے اور نہ وہابیوں کے لیے کل بدعۃ ضلالہ وکل ضلالۃ فی النار کے کہنے میں ہے انہیں چاہیئے کہ اس میں اطلاق کو صحاح کی احادیث صحیحہ سے ثابت کریں۔

لیکن ہمارا دعوی ہے کہ نہیں ثابت کر سکتے تو پھر اس سے ہمارے دو مسئلے چمکتے نظر آتے ہیں۔

۱۔ بدعت حسنہ کا جواز۔

۲۔ حضور حاضر وناظر ہیں (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکہ حضور حضرت سے مشتق ہے بمعنیٰ وہ جو غائب نہ ہو۔ چنانچہ لغات کی مشہور کتب میں ہے

اَلْمِصْبَاحُ المنیر میں ہے۔ حاضر حَضَرَةُ مَجْلِسِ اَلْقَاضِیْ وَ حَضَرَ اَلْغَائِبُ حُضُوْرًا قَدِمَ مِنْ غَیْبَتِہٖ۔ منتہی الارب میں ہے حاضر حاضر شوندہ'' یعنی حاضر وہ ہے جو حاضر ہو ایسے منجد صد ۱۳۴ میں ہے کہ ایسے ہی مختار الصحاح وصراح وغیرہ میں ہے حاضر وہ ہے جو کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو۔ المفردات میں ہے الغیبۃ وہ جو سامنے نہ ہو اسکی نقیض حاضر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جتنے معانی لفظ حاضر کے منقول ہوئے اللہ تعالےٰ ان سب سے مبرا اور منزہ ہے۔

قرآن کریم شاہد ہے کہ اللہ تعالٰی حواس اور نگاہوں کے ادراک سے بھی بلند و بالا ہے قرآن مجید میں ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ آنکھیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں وہ تمام آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے)

لہذا ثابت ہوا کہ حاضر اس معنیٰ پر صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اسی لیے ہم آپکو حضور کہتے ہیں بلکہ مخالفین بھی حضور کو حضور کہتے ہیں۔

**لطیفہ** جب سے مخالفین نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے کمال کا انکار کیا ہے اس وقت سے اللہ نے انکے رگ وریشہ میں لفظ حضور داخل فرما دیا ہے کہ ہر تقریر اور ہر تحریر بلکہ گفتگو کے لب ولہجہ میں نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر القاب کی بہ نسبت صفت حضور زیادہ سے زیادہ کا عادی بنا دیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں حضور نے کہا حضور کا حکم یہ ہے حضور کی سنت ہے وغیرہ وغیرہ اور حضور بمعنی بہت زیادہ اور ہر وقت حاضر کیونکہ حضور بروزن فعول صفت کا صیغہ ہے۔ ہمچوں رسول اور یہ وزن جس صفت کے لیے ہو وہ اسکے لیے دائمی ہوتی ہے۔ اللہ تعالٰی کی عادت کریمہ ہے کہ دشمنوں سے منوانے پہ آئے تو یونہی منواتا ہے تاکہ انکار کے باوجود انکار نہ کرسکیں۔ یہ ایسے ہے کہ جب مخالفین نے حضور نبی پاک کے اسم گرامی کو چومنے کو بدعت کہا تو اہلسنت نے انہیں کہا نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی لینے سے قدرت نے تمہیں دو بار چومنے پہ لگا دیا ہے مثلاً لفظ محمد کہنے سے دو میم آتے

آقائے بے پرلا علمی و عدم اختیار کس طرح سینہ زوری سے ثابت کیا ہے فقیر یہ نمونہ اس لیے پیش کیا ہے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ اس طرح کے استدلال دشمنانِ اسلام کیا کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ استدلال کرنے والا ہندو ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان گھٹانے کی غرض سے ستیارتھ پرکاش (کتاب باب نمبر ۱۴) لکھی۔ یونہی کڑی سے کڑی ملائیے کہ آنے والے سوالات کا طریقہ استدلال دیوبندی، وہابی، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال کرتے ہیں پھر دیکھیے کہ نام دو ہیں حقیقت دونوں کی ایک ہے وہ خدا تعالیٰ کی شان گھٹانے کے درپے ہے۔ یہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیوب و نقائص کی تلاش میں ہے۔

اب سوالات پڑھیئے پھر فقیر کے جوابات۔

**قواعد الجوابات** وہابی نجدی دیوبندی فرقہ کے سوالات سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں حضور علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت ہے تجربہ کرلیں کہ اصول سے ہٹ کر سطحی طور ایسے سوالات کریں گے جیسے ایک مخالف اپنے حریف کو نیچا دکھانے کے لیے ہاتھ مارتا ہے۔

۲۔ حاضر و ناظر کے عقیدہ مسلمہ (حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو نورانیت و روحانیت کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ ہر جگہ جسمانیت سے حاضر و ناظر ہیں۔ توڑ مروڑ کریں گے کہ جسمانیت کے احکام پر نفی کی آیات و احادیث پیش کریں گے علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ مناظر اگر موضوع سے ہٹ جائے

تو وہ مناظر کی ہار کی دلیل ہے یعنی مناظرہ میں موضوع دمحمول وغیرہ ضروری ہے۔

۳۔ یہ عقیدہ ظنیہ ہے جسے عقیدت کہا جاتا ہے اس کے لیے دلائل ظنیہ یہاں تک کہ حدیث ضعیف بھی قابل قبول ہے لیکن یہ حضرات دھوکہ دے کر ہماری ہر دلیل کو نصوص کا مطالبہ کریں گے

۴۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانہ تک یعنی گیارہویں اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہ تھا بارھویں صدی میں نجدی تحریک سے یہ مسئلہ بھی شرک کے فتویٰ کی زد میں آگیا۔

۵۔ دعویٰ میں دلیل ایسی ہو جس میں صاف بتایا جائے چونکہ، چنانچہ اگر، مگر پہ گزارہ نہ ہو۔ آنے والے سوالات میں پڑھ لینا کہ مخالف کہے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں تو یہ کیوں، وہ کیوں، کسی بھی آیت و حدیث میں نہ ہوگا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہیں نہ ناظر۔

۶۔ جو امر ذلیشان کسی شے میں ہوگا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بطریق اولیٰ ضرور اور لازماً ہوگا بلکہ جسے کوئی فضیلت و شان نصیب ہوا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کے طفیل ہے

۷۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم بن کر مبعوث ہوئے اور رہتی دنیا تک آپ کی شریعت کا اجراء ہوگا اسی لئے آپ نے اکثر امور عملی طور بیان فرمائے۔ مثلاً اختیار کے باوجود پیٹ پر پتھر باندھنا وغیرہ۔ اسی لیے اس طریقہ کار سے علم و حاضر و ناظر ہونے اور اختیار کی نفی جاہلوں کا کام ہے جیسے

ہندوؤں نے اللہ تعالیٰ کے عالم اسباب کے امور کو عمل لانے پر اس کی لاعلمی و عدم اختیار پر اعتراضات جڑ دیئے۔

سوال:۔ ہر جگہ ہونا یعنی حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ" وہ ہر شے پر حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت نبی علیہ السلام کے لیے ماننا شرک ہے۔

جواب نمبر ۱:۔ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنے کو فقہاء کفر کہتے ہیں اس لیئے کہ ہر جگہ میں ہونا جسم والے کا کام ہے اللہ تعالیٰ جسمانیت سے پاک ہے شرح عقائد میں ہے کہ لا یجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان۔ اللہ تعالیٰ پر نہ زمانہ گزرے اور نہ اس پر مکان کا اشتمال ہو۔

قاعدہ یہ ہے کہ زمانہ سفلی اجسام پر گزرتا ہے اسے علوی اشیا سے کوئی تعلق نہیں ہاں خدا حاضر ہے لیکن جگہ کی قید سے پاک ہے۔ اسی لیے جگہ کی قید سے مقید سمجھ کر خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا تو رسول خدا ہی کی شان ہے اور اگر مان بھی لیا جاوے تو بھی حضور علیہ السلام کی یہ صفت عطائی۔ حادث مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضے میں اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟ جیسے کہ حیٰوۃ سمع بصر وغیرہ۔ مثلاً ہم حیٰوۃ کی صفت سے موصوف ہیں یا سمع یا بصر یا علم وغیرہ سے تو ہماری صفتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں حالانکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ

ہے کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ ذات میں صفات میں افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کی ہر صفت ذاتی ہے مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے۔ خدا تعالےٰ جل جلالہ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہو سکتی اور مخلوق کی کوئی صفت ذاتی نہیں ہو سکتی اور یہ وہ تفریق ہے جو کہ توحید اور شرک کے درمیان حد فاصل ہے اور یہ وہ بنیاد ہے جس پہ توحید کا مضبوط ترین محل قائم ہے۔
بھجۃ المحافل میں ہے وھٰذا کلہ مذھب اھل الحق اھل السنۃ والجماعۃ جلد دوم ص۱۸۲
لہٰذا ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علےٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے پاس جو کچھ ہے سب اللہ جل شانہ کی عطا ہے یہ حضرات صفات الٰہیہ کے مظاہر ہیں بندہ جب فنا کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ مظہر صفات الٰہی بن جاتا ہے۔
حضرت خواجہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ ان الاسماء التسعۃ والتسعین تصیر اوصافا للعبد السالک وھو بعد فی السلوک غیر واصل۔ (روح البیان ج۲ ص۴۲۵)
اللہ تعالیٰ کے ۹۹ صفاتی اسماء بندے سالک کے اوصاف بنتے ہیں۔ حاضر وناظر جس معنی پہ مخالف شرک سمجھتا ہے تو اسے یاد رہے کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی ایک صفت اور یہ اس کی ذاتی ہو اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عطائی صفت اسی کو ان کے اکابر بھی مانتے ہیں چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب